اپنے سیاسی اغراض کا آلۂ کار نہ بنا سکے اور یہ کہ ان انجمنوں کی سرگرمیاں اسلام اور ریاستِ پاکستان کے مفاد کے خلاف نہ جانے پائیں۔

ہم اس فیصلے پر نہیں گئے تھے کہ جو فیصلہ اور جو طرزِ عمل بھی اس انجمن کا ہو جائے ہم اس کے آگے سرِ تسلیم خم کر دیں گے، بلکہ اس فیصلے پر گئے تھے کہ جب کوئی فیصلہ یا طرزِ عمل مندرجہ بالا شرائط کی حدود سے باہر ہو جائیگا تو ہم اسے تسلیم نہیں کریں گے، نیز جہاں حالات قابو سے باہر ہوتے نظر آئیں گے۔ ہم بلا تامل الگ ہو جائیں گے۔ چنانچہ عملاً یہی کیا گیا ہے۔

مسئلہ کشمیر اور نبی بخش صاحب نظامی

سوال:۔۔۔ (۲) میر حکومت، حضرت مولانا نے (۱) کشمیر کے متعلق پہلے سکوت کیوں اختیار کیا۔ (۲) پشاور میں مہر سکوت توڑ کر اخبارات میں اعلان کرنے کے متعلق ممانعت کیوں نہ فرمائی۔ یہ کیوں کہا کہ اس سلسلے میں "آپ اپنے عمل کے مختار ہیں"۔ اگر سکوت اتنا ضروری تھا کہ اعلائے کلمۃ الحق سے مانع تھا تو پھر اعلان کی شدید ممانعت کیوں نہ فرمائی؟

نبی بخش نظامی کے متعلق قیاسات بے ثبوت معلوم ہوتے ہیں اور سوء ظن کی حد تک جا پہنچتے ہیں۔ سیاسی لوگ اس طرح کی باتیں کریں تو مناسب ہے جماعت اسلامی کو اس قسم کی قیاس آرائی زیبا نہیں۔ آخر حکومت نے بھی تو اس قسم کی منطق سے کام لیا اور اکابر جماعت کو قید کر رکھا ہے۔

(۴) کشمیر کے متعلق مولانا کو جو اختلاف تھا اسے اگر انہوں نے علی الاعلان کہتے پھرنے سے احتراز کیا تو اسکی وجہ یہ تھی کہ ایک داعیِ حق اقامتِ دین کے لئے جب جدوجہد کر رہا ہوتا ہے تو کام کا ایک نقشہ اور ایک اسکیم لے کے چلتا ہے اور قدم قدم پر یہ سوچتا ہے کہ کب کس اصلاح کے لئے دعوت دینے کا بہترین موقع پیدا ہوتا ہے اور کب کوئی چیز مقدم ہے اور کب کسی امر سے اصلاح کے بجائے فتنہ پیدا ہونے کے امکانات ہیں۔ اسی کو حکمتِ دین کہتے ہیں۔ یہ ضروری نہیں ہوتا کہ ہر چیز بر وقت علی الاعلان کہی جائے۔

مولانا کے پیشِ نظر یہ حقیقت تھی کہ مطالبہ کی تحریک سے نظامِ زندگی کی جس کلی اصلاح کے لئے وہ جدوجہد کر رہے تھے، اس کے دوران میں اگر مسئلہ کشمیر کے متعلق اپنے اجتہادی اختلاف کو انہوں نے پیش کر کے ایک جزئی معاملے